ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری (مدظلہ)

چک والی فتنہ۔ رفض اور باطنیت کا نیا روپ

سواوہ سے تلہ گنگ جاتے ہوئے راستے میں ایک قصبہ چکوال آتا ہے دو سال پہلے یہ علاقہ جہلم کی ضلعی حدود میں آتا تھا مگر جہلم والوں نے اسے دھکا دے کر الگ کر دیا اور تلہ گنگ اور چک وال کو ایک کر کے حکومت نے ضلع چک وال بنا دیا جس سے علاقہ واہل علاقہ کو بہت نفع ہوا مگر بعض چیونٹیوں کے پر نکل گئے اور وہ پروانوں کے ہمراہ اڑ کر روشنی کے منہ آنے لگیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ چکوال میں مظہر حسین نامی ایک صاحب نے رافضیوں سے "متھا" لگایا اور شہرت پائی رافضیوں نے مظہر حسین صاحب کا ناطقہ بند کیا تو انہوں نے اپنے مخالفین سے ڈر کر اور اپنی مخالفت کم کرنے کے لئے بعض صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) خصوصاً سیدنا معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف وہی لب ولہجہ اختیار کر لیا جو ملا باقر مجلسی اور مسٹر خمینی کا تھا اور اس یاوہ گوئی کو تحقیق کا نام دیا اور خود کو وکیل صحابہ کہنا شروع کیا دفاع معاویہ نامی کتاب لکھی اور اس میں سیدنا معاویہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری سیدنا عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں وہ کچھ لکھا کہ پناہ بخدا میں نے اس پر گرفت کی اور اڑنگے پر لا کر ایسی پٹخنی دی کہ مظہر حسین صاحب کے اوسان خطا ہو گئے۔ ان کے بعض متوسلین نے ان سے جا کر کہا کہ جواب لکھئے انہوں نے اصل مسئلہ کا جواب لکھنے کی بجائے میری ذات نسب اور گھر کے بارے میں نہایت مکروہ اور سوقیانہ باتیں لکھوائیں اور وہ ہذیان بکا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب بھی لکھتا ہوں کہ میں اپنی ذات کے حوالے سے جناب مظہر حسین صاحب کو کچھ بھی نہیں کہنا چاہتا اور نہ اس گرو کے چیلوں کو منہ لگانا چاہتا ہوں میری یہ قلمی جنگ تو صحابہ کے لئے ہے مظہر حسین صاحب نے سیدنا معاویہ سیدنا عمرو بن عاص سیدنا مغیرہ ابن شعبہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری سیدنا طلحہ سیدنا زبیر اور تمام معاونین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہم کو درج ذیل "تمغوں" سے نوازا ہے اور آں جناب کو اس پر اپنے حق ہونے کا دعویٰ بھی ہے میں نے اس پر گرفت کی ہے ملاحظہ ہو!

سیدنا معاویہ ...(۱) باغی تھے (۲) خطاکار تھے (۳) کم علم تھے (۴) قرآنی نصوص ان کے پیش نظر نہ تھیں (۵) ان کا اجتہاد غلط تھا (۶) حضرت علی کو معزول کرنے والے گنہگار تھے (ابو موسیٰ اشعری) (۷) یقیناً سخت نافرمان تھے۔ (۸) باطل پر تھے (۹) ظالم بادشاہ تھے (۱۰) فاسق تھے (دفاع معاویہ صفحہ ۲۲ سے صفحہ ۵۴ تک یہ مظہرات حسینی بکھرے ہوئے ہیں)

میں پوچھتا ہوں اگر یہ حق ہے تو پھر باطل کیا ہے ان گالیوں کے بعد جناب مظہر حسین کو اگر کسی برے لفظ سے نہ بھی یاد کیا جائے بلکہ یہی ہفوات ان کے نام منتقل کر دی جائیں تو ناراضگی کیسی؟ میں کہتا ہوں اگر مظہر حسین صاحب کے اس غلیظ اور بدبودار مسلک کا "رائحہ غلیظہ" ماضی میں بھی کہیں پایا جاتا ہے اور انہوں نے بھی سیدنا معاویہ اور ان کے معاونین کو انہی گندے الفاظ سے یاد کیا ہے تو میں بلا جھجک لکھتا ہوں جناب مظہر حسین، ان کے تمام چیلے اور ماضی کے وہ تمام لوگ جنہوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مذکورہ بالا دشنام دی ہیں میرے نزدیک ... باغی ... باطل ... فاسق ... ظالم ... غلط ... گنہگار ... بدترین نافرمان ... بے علم ... خطاکار ... قرآن ناشناس ... ہیں۔

جب تک مظہر حسین صاحب اور ان کے چیلے معافی نہیں مانگتے اس مسلک مردود سے تائب نہیں ہوتے میں ان تمام لوگوں کو انہی "اسماء صفات" سے پکارتا رہوں گا۔ اگر صحابہ کو ان گندے لفظوں کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے تو انہیں کیوں ان صفات رذیلہ کا اہل نہ سمجھا جائے! صحابہ کو برا کہنے کے باوجود یہ اہل حق ہیں تو میں اور میرا حلقہ ان عجمیوں کو برا کہنے سے کیوں اہل سنت سے خارج ہو جائیں گے۔ میری اس گفتگو سے "چک والی فتنہ" کے اراکین بڑے چیں بہ جبیں ہوئے اور میرے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کر دیا میں نے سکوت کا ارادہ کیا مگر مظہر حسین صاحب نے اپنے داماد کو سامنے لا

کھڑا کیا [illegible] برخوردار نے "حق دامادی" ادا کر دیا ان لوگوں کی ژاژ خائی اور یاوہ گوئی کے جواب میں میرے لئے رحمت الٰہی [illegible] اور خانقاہ سراجیہ کندیاں کے موجودہ اکابر اسی مسلک حق کے اظہار پر کمربستہ ہوگئے اور "ہل من مبارز" پکارتے ہوئے میدان تحقیق میں سامنے آگئے جو فقیر عطاء المحسن نے لکھا اور بیان کیا۔ میرے بزرگ حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب مدظلہ نے ایک وقیع مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ قارئین مطالعہ فرمائیں اور "چک والی فتنہ" کے بانی واراکین بھی۔

○ ھل لکم من ماملکت ایمانکم من شرکاء

○ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

پہلے اسے پڑھئیے

زیر نظر مقالہ ... دراصل، جواب ہے ایک کتابچے کا، جو کچھ عرصہ پہلے بعض حضرات کی طرف سے شائع کیا گیا تھا اور جس میں حضرت ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، کی ایک تقریر کے مطبوعہ اقتباسات کے جواب کے نام پر، تہمتوں، غلط بیانیوں، جہالتوں اور کذب و تاویل کا بازار گرم کیا گیا تھا۔ علمی و اعتقادی بصیرت سے محروم اور تاریخ و تحقیق کے نام پر دجل و تلبیس کا کاروبار کرنے والوں سے توقع بھی یہی رکھنا چاہئیے (کہ یہی ہیں وہ لوگ جن کے "دلوں کی کجی" سے اللہ پاک نے قرآن میں مؤمنوں کو خبردار فرمایا ہے)! ہمارے نزدیک یہ لوگ مرفوع القلم ہیں کہ جہالت ان میں سے بہتوں کا "فن" اور بہتوں کی "فطرت" ہے اور جہالت و غباوت کو جتنا بھی چھپایا جائے آخر کو ظاہر ہو کے رہتی ہیں۔ اس لئے مناسب یہی ہوتا ہے کہ ان "چھٹے ہوئے" جہلاء کی جواب دہی کے لئے وقف ہو جانے کی بجائے، علم کو عام کیا جائے۔ حق کا بول بالا کیا جائے اور سچائیوں کو اجالا جائے اور اجاگر کیا جائے۔ اہل حق اور اہل علم کے اسی شیوہ نے جہالت کو ہمیشہ ذلت سامان موت سے دوچار کیا ہے۔

"سید عطاء المحسن بخاری کی جاہلانہ جسارت" نامی پمفلٹ کا، ہم نوٹس نہ لیتے لیکن ہمارے علم میں یہ بات لائی گئی کہ اس پمفلٹ کو بہت زیادہ تعداد میں شائع کر کے پھیلایا جارہا ہے اور پھر اسی کی بنیاد پر، الزام و دشنام کا ایک مکروہ سلسلہ بھی تقریباً پورے ملک میں شروع ہے۔ لہذا اس صورت حال کے پیش نظر، ہم نے مناسب جانا کہ "ضروری جواب" کا ہدیہ معاندین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ اس پمفلٹ میں جن نظریات کو اچھالا گیا ہے اور جن تاریخی حوالوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ... ان میں سے بیشتر کی تردید اور تغلیط، حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، کے مفصل مضمون "سیدنا معاویہ اور ان کے ناقدین" میں ہو چکی ہے۔ یہ مضمون چار قسطوں میں ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" (جمادی الاولیٰ، جمادی الثانی، شوال المکرم، ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ) میں شائع ہو چکا ہے اور اب مکمل صورت میں علیحدہ بھی شائع کر دیا گیا ہے۔

جو مقالہ، اب آپ ملاحظہ فرمائیں گے، یہ بھی ان شرعی سہاگنوں کی پھیلائی ہوئی تقدس مآب گمراہی کا جواب ہے کہ جن کا نان نفقہ ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خطاشماری سے بندھا ہوا ہے۔ جن کے ذوق مطالعہ و تحقیق کے متعلق ظفر علی خاں مرحوم نے کہا تھا کہ

ع سر میں تیل ڈالا ہے چھچھوندر نے چنبیلی کا!

اور جن کے ہاں دیانت کے قحط کا یہ عالم ہے کہ ان کے نزدیک ہر وہ شخص "خارجی" اور "ناصبی" ہے جو "اسلام کے اولین اور مثالی عہد" سے لے کر عہد حاضر تک کی تاریخ کے مطالعہ میں عجمی عدسوں کی مدد کے بغیر ہی کامیاب ہو جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اب یہ نسب فروش، نسبتوں کے آڑھتی، منبر و محراب کے تاجر، روٹی توڑ قلندر، گریہ مسکین صوفی اور زر پرست پیر، اس تازہ مقالے کا جواب بھی نہ دے پائیں گے کہ انہیں تو ابھی تک حضرت عطاء المحسن بخاری کے پہلے

مضمون کے حوالہ جات رد کرنے کی جرأت بھی نہیں ہوئی۔ بُرا ہو اس تجدید سبائیت کے ذوق کا اور مشیخت و شخصیت سازی کے شوق کا، کہ ان دونوں نے "ناقدین صحابہ" کو "میں نہ مانوں" کے ذکر و فکر میں ہی عافیت سجھا رکھی ہے لیکن لب انہیں جان جانا چاہئیے کہ عافیت کے یہ دن کم ہونے کو آ گئے ہیں۔ ایک عام مسلمان اور مؤمن کے بارے میں جو بد کلامی اور بدگمانی ناروا ہو، اسے صحابہ رسول کے بارے میں آخر کب تک برداشت کیا جائے؟ اور کیوں؟ اس لئے جنتریوں، پمفلٹوں اور بے مغز کتابوں کی کمین گاہوں سے خیر القرون کے بزرگوں پر کلوخ اندازی کرنے والے، اس مقالہ کو اپنے مسلسل محاسبہ و تعاقب کا نقطۂ آغاز سمجھیں اور خاطر جمع رکھیں کہ اب امت کو ان کی پھیلائی ہوئی "عجمیت" سے ہر ہر موقع پر باخبر کیا جاتا رہے گا۔

ایک آخری ضروری بات، اس مقالہ کے لکھنے والے کے متعلق... کہ ہمارے بہت سے قارئین شاید اس نام سے مانوس نہ ہوں۔ حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مدظلہ (ساکن موضع درویش ہری پور ہزارہ) اہل سنت کا عظیم علمی اور روحانی سرمایہ ہیں۔ عمر مبارک ستر برس سے متجاوز ہے اور ضعیفی و ناتوانی نے آ لیا ہے لیکن اب بھی ایمانی قوت عمل سے سرشار اور باطل افکار و اعمال کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ آپ کے تبحر علمی کا ایک زندہ ثبوت پیش نظر مقالہ ہے۔ آپ کئی معرکۃ الآرا کتابوں کے مصنف ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ آپ ابو حنیفۂ ہند حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور قطب العالم حضرت مولانا محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ، خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے خلیفۂ مجاز ہیں۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کی تاریخ "تحفۂ سعدیہ" میں آپ کے حالات زندگی کی کچھ تفصیل ملتی ہے جس کے مطابق...

"آپ ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں موضع کوٹ نجیب اللہ تحصیل ہری پور ہزارہ میں حضرت مولانا فیروزالدین قدس سرہ، کے گھر متولد ہوئے۔ والد مرحوم معقول و منقول کے جلیل القدر عالم تھے اور نانا مولانا فیض عالم ہزاروی مؤلف نبراس الصالحین و نبراس البررہ، مشہور آفاق عالم گزرے ہیں۔ ان کی بعض تحقیقات نادرہ میں سے قریات صغیرہ میں جمعہ کے عدم جواز کا فتویٰ ہے جس کی طرف صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ نے بدیں الفاظ اشارہ فرمایا ہے "و اول من استدل بہ المولوی فیض عالم الہزاروی"۔ نیز مولانا موصوف ہی نے سب پہلے غیر مقلد عالم محمد حسین بٹالوی کے دس سوالوں کے جوابات دیئے تھے۔

غرض اس علمی ادبی گھرانے میں قاضی صاحب موصوف نے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ پھر دورۂ حدیث ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء علامہ مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں مدرسہ امینیہ دہلی میں پڑھا۔ پہلی بیعت بزمانہ طالب علمی ۱۳۵۰ھ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ سے کی تھی۔ مگر قاضی صاحب موصوف کے بیان کے مطابق طالب علمانہ مشاغل اور آزادہ روی تحصیل مقامات میں حائل رہی۔ دریں اثناء ۱۳۵۷ھ میں حضرت پیر صاحب کا وصال ہو گیا۔ ۱۳۶۰ھ میں حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تکمیل کے بعد مجاز طریقت قرار پائے۔

آپ علم فقہ و حدیث میں خصوصی دست گاہ کے علاوہ مذاہب باطلہ خصوصاً قادیانیت کے ابطال سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ نہایت منکسر المزاج، عالی حوصلہ، بلند اخلاق اور مرنجاں مرنج بزرگ ہیں۔ حضرت اقدس کی وفات کے بعد موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا خان محمد صاحب قبلہ سے تجدید بیعت کر کے کسب مدارج عالیہ میں سرگرم ہیں۔"
(تحفۂ سعدیہ، ص ۳۲۱)

واضح رہے کہ حضرت موصوف نے یہ مقالہ بھی، حضرت شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد مدظلہم کے حکم خاص پر سپرد قلم فرمایا ہے ورنہ اس سے قبل آپ کو کچھ تامل تھا جس کا سبب معاندین احرار کے پروپیگنڈے کا طوفان بدتمیزی تھا۔ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، کے نام اپنے مکتوب میں آپ خود فرماتے ہیں کہ... "فقیر کا ذہن پہلے آپ

کی طرف سے صاف نہ تھا۔ پھر فقیر خانقاہ شریف سراجیہ، کندیاں گیا اور قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب سے آپ کا تذکرہ ہوا تو حضرت صاحب نے بہ تاکید فرمایا کہ "مولانا عطاء المحسن شاہ صاحب کی مکمل امداد کریں" اس حکم کی وجہ سے آپ کی طرف سے طبیعت مطمئن ہو گئی اور یہ مضمون پوری لگن سے لکھا ہے۔ خدا کرے آپ کو پسند آ جائے...!" اللہ تعالیٰ حضرت قاضی محمد شمس الدین مدظلہ، کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ان سے تادیر اپنی مخلوق کو نفع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قارئین سے بھی درخواست دعا ہے۔ لیجئے! اب ان کا مقالہ ملاحظہ کیجئے۔ (مدیر نقیب ختم نبوت)

مقالہ خصوصی

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مدظلہ کے قلم سے

جاھلانہ وقاحت کی عالمانہ وضاحت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مارچ ۱۹۸۸ء میں حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ نے موضع بسوئی گاڑ ضلع اٹک (پنجاب) میں ایک مفصل تقریر فرمائی تھی اور اس میں شاہ صاحب نے جناب قاضی مظہر حسین صاحب چک والی کے حضرت امیر معاویہ کے بارے میں اجتہادی خطا اور اجتہادی بغاوت کے نقصان رساں نظریے پر بھی تنقید فرمائی تھی اور اٹک کے مولوی لال شاہ صاحب کے نظریہ --- حضرت امیر معاویہ کی خطاء عنادی --- پر بھی تنقید فرمائی تھی۔ اسی ضمن میں ان حضرات کے دوسرے ہم خیال حضرات، مہر حسین شاہ صاحب اور عبدالرشید نعمانی صاحب کا ذکر بھی آیا تھا۔ پھر اس تقریر کے اقتباسات عطاء المحسن شاہ صاحب مدظلہ نے اپنے مؤقر ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" ملتان بابت ماہ مئی ۸۸ء میں شائع فرمائے۔ مولوی محمد امین شاہ صاحب، نامی کسی صاحب کا نام نہ تو اصل تقریر میں آیا تھا اور نہ مطبوعہ اقتباسات میں۔ لیکن قاضی مظہر حسین صاحب کا داعیہ طبعی یہ ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے اپنی شخصیت کے قد کاٹھ (IMAGE) کو نمایاں کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش فرماتے رہتے ہیں (جس پر ان کی تمام تصانیف شاہد عدل ہیں) اور نئے نئے مباحث گھڑتے رہتے ہیں چنانچہ مشہور مودودیے قلم کار جناب نعیم صدیقی نے قاضی صاحب کا لقب ہی "مظہر مباحث" لکھ دیا ہے (بحوالہ کشف خارجیت، ص ۸۶ - ۸۵) کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ ... "ولی را ولی می شناسد!" ماہنامہ نقیب ختم نبوت میں اپنے تذکرے کو بھی موصوف نے ایک اچھا بہانہ محسوس فرمایا اور غالباً اپنے ایک "نائب فی الملتان" محمد امین شاہ صاحب مخدوم پوری کو توجہ دلائی کہ وہ بخاری شاہ صاحب کی تردید اور قاضی صاحب کی تائید میں ایک رسالہ چھاپیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس رسالہ کا "مسالہ" خود قاضی صاحب نے مہیا فرمایا ہو۔ چنانچہ محمد امین شاہ صاحب نے "جاہلانہ جسارت" کا ارتکاب کرتے ہوئے اسی نام سے ایک رسالہ چھاپ دیا۔ انتہائی اختصار سے اس مضمون میں، ان کی جاہلانہ جسارتیں نذر قارئین ہیں۔

پہلی جہالت یا افتراء

عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری نے قاضی صاحب، لال شاہ صاحب، مہر حسین شاہ صاحب اور عبدالرشید نعمانی صاحب - چار حضرات پر تنقید کی تھی۔ اول الذکر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو (جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی مبارک سے "کراماً بررۃ" - کرامتوں والے، پاک باز قرار دیا تھا) صورتاً خطاکار اور صورتاً باغی لکھا اور ثانی الذکر (لال شاہ